105531 ـ ٹيلى فون اور انٹرنيٹ كے ذريعہ عقد نكاح كرنا

سوال

كيا انٹرنيٹ پر ويڈيوكيمره كے ذريعہ نكاح كرنا صحيح ہے ميں نے سنا ہے كہ ايسا كرنا صحيح نہيں، كيونكہ نكاح كى شروط ميں مجلس ايك ہونا شامل ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

ايجاب و قبول نكاح كے اركان ميں شامل ہوتا ہے، اور ايجاب و قبول كے بغير نكاح صحيح نہيں.

ايجاب ولى يا اس كے وكيل كى جانب سے صادر شده الفاظ كو كہتے ہيں.

اور خاوند يا اس كے وكيل كى جانب سے صادر شده الفاظ كو قبول كہا جاتا ہے.

ايجاب و قبول ميں شرط يہ ہے كہ يہ ايك ہى مجلس ميں ہو، كشاف القناع ميں درج ہے:

" جب تك مجلس ميں ہوں تو ايجاب كے بعد قبول ميں تاخير صحيح ہے، ليكن شرط يہ ہے كہ وه اسى مجلس ميں كسى دوسرے ايسے كام ميں مشغول نہ ہوں جس سے عام طور پر ايجاب و قبول ختم ہو جاتا ہے، چاہے فاصلہ كتنا ہى ہو كوئى فرق نہيں پڑتا.

اور اگر ايجاب كے بعد قبول كرنے سے قبل جدا ہو جائيں تو عقد نكاح باطل ہو جاتا ہے، اور اسى طرح اگر وه ايسے كام ميں مشغول ہو جائيں جس سے عرف عام ميں ايجاب كے بعد قبول ختم ہو جاتا ہے تو بھى عقد نكاح باطل ہو جائيگا، كيونكہ يہ اس عقد سے اعراض ہے، اور انكار كے مشابہ ہے " انتہى بتصرف

ديكھيں: كشاف القناع (5/ 41).

اسى طرح عقد نكاح صحيح ہونے كے ليے گواه بھى شرط ہيں.

اس بنا پر اہل علم جديد وسائل مثلا ٹيلى فون اور انٹرنيٹ كے ذريعہ عقد نكاح كرنے ميں اختلاف ركھتے ہيں:

کچھ اہل علم تو گواہی کی عدم موجوگی کی بنا پر اس سے منع کرتے ہیں، لیکن یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیلی فون پر ایک ہی وقت میں موجود دو اشخاص کو ایک ہی مجلس کا حکم دیا جائیگا، اسلامی فقہ اکیڈمی نے بھی اس پر ہی اعتماد کیا ہے.

اور کچھ اہل علم نکاح کی احتیاط کے لیے اس سے منع کرتے ہیں؛ کیونکہ کسی دوسرے کی آواز نکالنا اور اس سے دھوکہ کھا جانا ممکن ہے، مستقل فتوی کمیٹی نے یہی فتوی دیا ہے.

اور کچھ اہل علم نے اس صورت میں جائز ہونے کا فتوی دیا ہے کہ اگر کھلواڑ کا خطرہ نہ ہو یعنی دھوکہ نہ خدشہ نہ ہو تو جائز ہوگا، شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے یہی فتوی دیا ہے.

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اتحاد مجلس یعنی ایک مجلس میں اکٹھے ہونے میں اشکل نہیں ہے، کیونکہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ رابطہ کی صورت میں ایک ہی وقت میں دونوں طرف موجود اشخاص کو ایک ہی مجلس کا حکم حاصل ہوتا ہے.

اور اس عقد نکاح پر گواہی بھی ممکن ہے، وہ اس طرح کہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ متکلم کی آواز سن کر گواہی دی جا سکتی ہے، بلکہ اس ترقی یافتہ دور میں تو وسائل اتنے ترقی کر چکے ہیں کہ ایجاب و قبول کے ذریعہ ولی کو شکل و صورت کا مشاہدہ کرنا بھی ممکن ہے، اور اسی طرح خاوند کو بھی دیکھا جا سکتا ہے.

اس لیے اس مسئلہ میں یہی قول ظاہر ہوتا ہے کہ: اگر کھلواڑ اور دھوکہ کا خدشہ نہ رہے اور خاوند اور ولی کی پہچان ہو جائے اور ایجاب و قبول کو دو گواہ سن رہے ہوں تو ٹیلی فون اور انٹر نیٹ کے ذریعہ نکاح جائز ہے.

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی یہی فتوی دیا ہے، اور مستقل فتوی کمیٹی کے جس فتوی میں احتیاط کی بنا پر اور دھوکہ کے خوف کی وجہ سے اس طرح نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس فتوی کا تقاضہ بھی یہی ہے.

اور جو اور سلامتی و امن چاہے اس کے لیے ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کی بجائے کسی دوسرے کو وکیل بنا کر نکاح کر لینا چاہیے، لہذا خاوند یا عورت کا ولی کسی دوسرے شخص کو اپنا وکیل بنا دے جو دو گواہوں کی موجودگی میں عقد نکاح مکمل کرے.

ذیل میں ہم اہل علم کی کلام اور فتوی جات نقل کرتے ہیں:

اول:

اسلامی فقہ اکیڈمی کا فیصلہ:

جدید وسائل کے ذریعہ معاہدے اور عقد وغیرہ طے کرنے کے متعلق حکم کے بارہ میں فیصلہ نمبر (52) (2 / 6).

فقہ اکیڈمی نے جدید وسائل کے ذریعہ معاہدہ جات طے کرنے جائز قرار دینے کے بعد کہا ہے:

" سابقہ قواعد و اصول نکاح کو شامل نہیں کیونکہ عقد نکاح میں گواہی کی شرط ہے " انتہی

دوم:

مستقل فتوی کمیٹی کا فتوی:

سوال:

اگر نکاح کی شروط اور ارکان متوفر ہوں، لیکن ولی اور خاوند دونوں علیحدہ علیحدہ ملکوں میں ہوں تو کیا ٹیلی فون پر نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" ان ایام میں دھوکہ اور فراڈ کی کثرت اور لوگوں کا ایک دوسرے کی آواز کی نقل اتارنے کی مہارت اور دوسرے کی آواز میں کلام کرنے تجربہ کو دیکھتے ہوئے، حتی کہ اس وقت تو ایک ہی شخص ایک ہی وقت میں چھوٹے بڑے مرد و عورت اور بچوں کی آواز نکالنے کی طاقت رکھتا ہے اور ا نکی آواز میں بات چیت کر سکتا ہے اور مختلف زبانوں میں بات کر کے سامع کے ذہن میں کئی ایک اشخاص ہونے کا گمان ڈال سکتا ہے، حالانکہ حقیقت میں تو وہ اکیلا اور ایک ہی شخص ہے کو مد نظر رکھتے ہوئے.

اور اس کے ساتھ ساتھ شریعت اسلامیہ میں شرمگاہوں کی حفاظت اور عفت و عصمت کی دیکھ بھال اور دوسرے معاملات سے بھی زیادہ اس میں احتیاط اور دیکھ بھال کو مد نظر رکھتے ہوئے کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ: عقد نکاح میں ایجاب و قبول اور وکیل بنانے کو ٹیلی فون کالز پر انحصار نہ کیا جائے تا کہ شریعت اسلامیہ کے مقاصد پورے ہو سکیں اور شرمگاہوں اور عفت و عصمت کی مزید حفاظت ہو سکے، اور اہل اہواء و خواہش کے پیروکار دھوکہ و فراڈ دینے والے لوگوں کی عزت کے ساتھ نہ کھیل سکیں.

کمیٹی کی رائے یہی ہے کہ عقد نکاح کے ایجاب و قبول اور وکیل بنانے میں ٹیلی فونک رابطوں پر اعتماد نہ کیا جائے؛ تا کہ مقاصد شریعت کو صحیح طرح پورا اور مکمل کیا جا سکے، اور شرمگاہوں اور عفت و عصمت اور عزتوں کی مزید حفاظت کی جا سکے، تا کہ خواہشات کے پیچھے بھاگنے والے اور دھوکہ و فراڈ کرنے والے لوگوں سے کھلواڑ نہ کر سکیں"

الله تعالى ہی توفيق بخشنے والا ہے " انتہى

الشيخ عبد العزيز بن باز.

الشيخ عبد الرزاق عفيفى.

الشيخ عبد الله بن غديان.

الشيخ عبد الله بن منيع.

ديكھيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (18 / 91).

سوم:

شيخ ابن باز رحمہ اللہ فتوى:

سوال:

ميں ايك لڑكى سے نكاح كرنا چاہتا ہوں، ليكن اس لڑكى كا والد كسى دوسرے ملك ميں ہے، مالى حالت كے پيش نظر ميں اس كے والد كے پاس نہيں جا سكتا تا كہ عقد نكاح كے ليے سب ايك جگہ جمع ہو سكيں، ميں بھى كسى دوسرے ملك ميں بستا ہوں، تو كيا ميرے ليے اس كے والد سے ٹيلى فون كے ذريعہ رابطہ كر كے عقد نكاح كرنا جائز ہے، ايجاب و قبول ميں وہ درج الفاظ كہے:

ميں نے اپنى فلاں بيٹى كا تيرے ساتھ نكاح كيا، اور ميں اسے قبول كر لوں، اور لڑكى بھى اس پر راضى ہو، اور ميرى اور لڑكى كے والد كى سپيكر پر دو عادل مسلمان گواہ بھى كلام سن رہے ہوں ؟ كيا يہ عقد نكاح شرعى شمار ہو گا يا نہيں ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" ويب سائٹ كى جانب سے شيخ ابن باز رحمہ اللہ كو مندرجہ بالا سوال كيا گيا تو انہوں نے درج ذيل جواب ديا:

" جو كچھ سوال ميں بيان كيا گيا ہے اگر وہ سب صحيح ہو (اور اس ميں كھلواڑ اور دھوكہ نہ ہو) تو پھر مقصد پورا ہو جائيگا، كہ عقد نكاح كى شرعى شروط پورى ہونگى اور اس طرح عقد نكاح بھى صحيح ہوگا "

مزيد آپ سوال نمبر (2201) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

والله اعلم .